مولانا عبدالرحمٰن کیلانی

احکام و مسائل

قرض بلاسود، رہن، دیوالیہ

کاروبارِ تجارت میں اکثر قرضہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ سودی قرضہ کا دروازہ تو اسلام نے قطعی طور پر بند کر دیا ہے۔ لیکن قرض بلا سود کے دروازے کھلے ہیں۔ کاروبار مضاربت کی صورت میں بھی کیا جا سکتا ہے اور شراکت کی صورت میں بھی، جن کا بیان پہلے گذر چکا ہے۔ علاوہ ازیں کاروباری لوگوں کو دستی ادھار لینے کی بھی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ جہاں سے مال خریدتے ہیں وہاں کچھ رقم نقد ادا کر دی جاتی ہے باقی ادھار کر لیا۔ یا اپنے گاہک کو مال چکاتے وقت پوری رقم وصول نہ ہو سکی تو ادھار ہو گیا۔ یا بائع کے پاس مشتری نے رقم پیشگی جمع کرا دی۔ غرض کاروبار میں ادھار اور قرض لینے دینے کی اکثر ضرورت پیش آتی رہتی ہے لہٰذا اس سلسلے میں درج ذیل ہدایات پر پورا پورا عمل کیا جائے جو خدا اور اس کے رسولؐ نے دی ہیں۔

قرضِ حسنہ:

عام طور پر قرض بلا سود کو قرضِ حسن کہہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ قرضِ حسنہ کے لئے چند شرائط اور بھی ہیں۔ مثلاً:

۱۔ قرض صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے دیا جائے۔

۲۔ اگر مقروض شکریہ کے طور پر کسی وقت کوئی ہدیہ پیش کرے تو حتی الوسع اس سے اجتناب کیا جائے الّا یہ کہ اس قرضہ سے پہلے بھی ان دونوں کے درمیان تحفہ تحائف کا سلسلہ چلتا رہتا ہو۔

۳۔ قرض دیکر مقروض پر احسان نہ جتلایا جائے، نہ اس سے بیگار لی جائے، نہ ہی کوئی اور فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

۴۔ قرض دینے کے بعد مقروض سے کوئی ایسی سودا بازی نہ کی جائے کہ وہ قرض کے احسان کی وجہ سے کم قیمت پر بھی مال دینے پر رضامند ہو جائے (یہ سب شکلیں غیر شعوری طور پر سود کی مد میں آجاتی ہیں)

۵۔ اگر مقروض فی الواقع تنگدست ہے اور اپنے وعدہ پر قرضہ بیباق نہیں کر سکا تو اسے اس کی فراغت

تک مہلت دی جائے اور یہ بہت بڑا ثواب کا کام ہے - اور اگر اس کی مجبوری کو مدنظر رکھ کر معاف ہی
کر دیا جائے تو یہ اور بھی بہتر ہے - (وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ)
یہ ہے وہ قرضہ جس کی اللہ تعالیٰ نے بار بار تاکید فرمائی ہے :(وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا) — یہ
اور اس مضمون کی آیات قرآن کریم میں بہت ہیں -

قرآن مجید میں جسقدر قرض حسنہ کی تاکید کی گئی ہے، اتنا ہی یہ ہمارے معاشرہ سے ناپید ہوگیا ہے - اگر کوئی کسی کو قرضہ دے بیٹھے تو سمجھ لیجئے کہ وہ رقم ہی ڈوب گئی - اب آپ کی خوش قسمتی ہے کہ وہ رقم آپ کو واپس مل جائے - عدالت کی طرف رجوع کیا جائے تو طویل مقدمات کے بعد بھی کچھ حاصل وصول ہونا مشکل ہے - اور اگر کچھ وصولی ہو بھی جائے تو قرض خواہ اس لمبی پریشانی کے عوض بسا اوقات اپنی رقم پر فاتحہ پڑھ لینا گوارا کر جاتا ہے - آجکل جس طرح اسلام کی دوسری اخلاقی اقدار بدل گئی ہیں، اسی طرح اس قرض حسنہ کی بھی مٹی پلید ہو رہی ہے - قوم کا مزاج کچھ ایسا بگڑ چکا ہے کہ لوگ . . . قرض حسنہ کے بجائے سود لینا پسند کرتے ہیں صاحب استطاعت لوگ اگر یہ نیکی کا کام کرنا چاہیں بھی تو معاشرہ میں نادہندگی کے مرض اور پریشانی سے بچنے کی خاطر انکار کر دیتے ہیں - بلکہ بسا اوقات ان حالات میں جھوٹ سے بھی کام لینا پڑتا ہے - اس طرح مستحق لوگ جو کسی کی ایک پائی بھی رکھنا گناہ سمجھتے ہیں، قرض حاصل نہیں کر پاتے - ہماری حکومتیں اور عدالتیں بھی قرض حسنہ کے سلسلہ میں انتہادرجہ کی حوصلہ شکنی کرتی ہیں - اور سود جیسی لعنت کی سرپرستی کرتی ہیں - ان کی نگاہ میں قرض حسنہ اگر گناہ نہیں تو معیوب ضرور ہے - دوسری طرف اسلام نے اگر قرض حسنہ دینے کو بہت بڑی نیکی قرار دیا ہے تو ساتھ ہی قرض بلا ضرورت لینے کو اگر گناہ نہیں تو معیوب ضرور قرار دیا ہے - حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ مقروض آدمی کا جنازہ تک پڑھنے سے انکار کر دیا کرتے تھے - تاآنکہ اس کی ادائیگی کی کوئی صورت نہ نکل آئے - پھر اگر مقروض قرض کی واپسی کی اہلیت تو رکھتا ہے مگر پھر بھی ادا نہیں کرتا تو اس کے اس جرم کو شریعت اسلامیہ نے قابل تعزیر قرار دیا ہے - اب اس سلسلہ میں ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیے :

۱ - قرض لینے والے :

مقروض کے لئے سب سے ضروری بات وعدہ کی پابندی ہے - اور اگر ہوسکے تو وعدہ سے پہلے ہی ادا کر دے - یہ صورت بڑی مستحسن ہے - ورنہ اپنے وعدہ پر تو ضرور ادائیگی کرے - اور اگر حالات سے مجبور ہے تو کم از کم قرضخواہ کے پاس جا کر اسے حالات سے مطلع کرے اور اس سے معذرت کر لے - ارشاد ربانی ہے:

" واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا " (۱۷ : ۳۴)

کہ " اپنے عہد کو پورا کرو - عہد کے متعلق یقیناً (قیامت کو) باز پرس ہوگی "

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتے ہیں: قیامت کے روز میں خود ایسے شخص پر مدعی بنوں گا جس نے مجھے درمیان میں لا کر عہد کیا پھر پورا نہ کیا (یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے)۔"

اگر مقروض ان تینوں باتوں میں سے کوئی بھی پوری نہ کرے تو شریعت نے قرضدار کو یہ حق دیا ہے کہ وہ مقروض سے سختی سے مطالبہ کرے اور اسے سخت سست کہہ لے۔ بلکہ اگر قرضخواہ کو ضرورت پیش آجائے تو وہ وعدہ سے پہلے بھی پوچھنے کا حق رکھتا ہے۔ لہٰذا قرض کے سلسلہ میں وعدہ کا پورا پورا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

ارشادِ نبوی ہے:

"وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: نفس المؤمن معلقۃ بدینہ حتی یقضی عنہ" (شافعی، احمد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

"ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مومن کی روح اس کے قرضہ کے سبب سے معلق رہتی ہے تا آنکہ اس کے قرضہ کی ادائیگی ہو جائے۔"

۲۔ قرض ناقابلِ معافی گناہ ہے:

"وعن عبد اللہ بن عمرو، ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: یغفر للشہید کل ذنب الا الدین" (مسلم)

"عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، شہید کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں مگر قرضہ (کی بخشش نہیں)"۔ (یعنی جو ادا نہ کیا جائے)

درج ذیل حدیث اس سے بھی واضح تر ہے:

"عن ابی ھریرۃ، قال: قال رجل" یا رسول اللہ، ارأیت ان قتلت فی سبیل اللہ صابراً محتسباً مقبلا غیر مدبر ایکفر اللہ عنی خطایای؟" فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "نعم!" فلما ادبر ناداہ فقال: "نعم الا الدین" کذلک قال جبریل" (مسلم)

"ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا، یا رسول اللہ، فرمائیے، اگر میں خدا کی راہ میں مارا جاؤں، درآنحالیکہ میں صبر کرنے والا، ثواب کی نیت رکھنے والا، آگے بڑھنے والا اور پیٹھ نہ پھیرنے والا ہوں، تو کیا اللہ تعالیٰ میرے سب گناہ معاف فرما دیگا؟" فرمایا، "ہاں!" وہ چلا گیا تو آپ نے اسے پھر آواز دے کر بلایا اور فرمایا: "ہاں! مگر قرضہ معاف نہ ہوگا، حضرت جبریلؑ نے مجھے اسی طرح بتایا ہے!"

یعنی سائل کے سوال پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو بخشش کی بشارت دے دی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے سی وقت وحی بھیج کر اس بشارت میں ترمیم فرمادی۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقروض آدمی کی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی اجتناب فرمایا، حدیث ذیل ملاحظہ ہو:

"عن سلمة ابن الاكوع قال كنا جلوسا عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ اُتی بجنازة فقالوا صلِّ عليها، فقال هل عليه دين؟ قيل لا فصلّى عليها، ثم اُتی بجنازة اخرىٰ فقال هل عليه دين؟ قيل نعم، قال فهل ترك شيئا؟ قالوا "ثلثة دنانير" فصلّى عليها - ثم اتى بالثالثة فقال "هل عليه دين؟" قالوا "ثلثة دنانير" قال هل ترك شيئا؟ قالوا لا، قال "صلّوا على صاحبكم" قال ابو قتادة "صلّ عليه يا رسول الله وعلیّ دينه" فصلّى عليه" (بخاری)

"سلمہؓ بن اکوع سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے۔ ایک جنازہ لایا گیا۔ صحابہؓ نے آپؐ سے درخواست کی کہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں، آپؐ نے پوچھا اس پر کوئی قرضہ ہے؟ عرض کیا گیا، "نہیں" تو آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا، فرمایا "اس پر کچھ قرض ہے؟" کہا گیا "ہاں!" فرمایا "وہ کچھ چھوڑ گیا ہے؟" صحابہؓ نے جواب دیا "تین دینار!" پس آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا، آپؐ نے استفسار فرمایا، "اس پر کچھ قرضہ ہے؟" صحابہؓ نے کہا "ہاں یا رسول اللہ، تین دینار کا مقروض ہے" فرمایا "کیا کچھ چھوڑا ہے؟" عرض کیا، "کچھ نہیں!" آپؐ نے فرمایا "خود ہی اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو!" ابو قتادہؓ کہنے لگے، "یا رسول اللہ، آپ نماز پڑھا دیجئے، اس کا قرضہ میرے ذمہ ہوا!" تو آپؐ نے اس پر نماز پڑھی!" (بخاری)

یہ وہ دور تھا جب مملکت اسلامیہ تہی دست تھی۔ فتح مکہ کے بعد جب بیت المال میں قومی فنڈ جمع رہنے لگا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان غریب مسلمانوں کے قرضے، جو فوت ہو جاتے اور قرض باقی چھوڑ جاتے، اپنے ذمہ ڈال لیتے تھے۔ اور یہ آپؐ کا امت پر بڑا احسان ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

"قال، كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يؤتى بالرجل المتوفى عليه الدين فيسئل "هل ترك لدينه قضاء؟" فان حدث انه ترك وفاء، صلّى والا قال للمسلمين "صلّوا على صاحبكم" فلما فتح الله عليه الفتوح قام فقال: انا اولى بالمؤمنين

من انفسهم فمن توفی من المؤمنین فترک دینا فعلیّ قضاءه ومن ترک مالا فهو لورثته " (متفق علیہ)

کہ" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی میت لائی جاتی تو آپ پوچھتے کیا اس نے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟ اگر بتایا جاتا کہ ہاں اتنا مال چھوڑ گیا تو آپ اس کی نماز پڑھا دیتے، وگرنہ مسلمانوں سے فرماتے۔ اپنے بھائی کی نماز تم خود ہی پڑھ لو" ۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر فتوحات کا دروازہ کھول دیا تو آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا، میں مومنوں کا ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ خیر خواہ ہوں، تو جو کوئی فوت ہو جائے اور اس پر قرضہ ہو تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہوگی اور مال چھوڑ جائے تو وہ مال اس کے ورثاء کے لئے ہے " (بخاری، مسلم)

حدیث مذکورہ سے ہی فقہاء نے یہ حکم اخذ کیا ہے کہ وہ شخص جو قرض چھوڑ کر مرے لیکن اس کی ادائیگی کا کوئی ذریعہ نہ ہو، تو اسلامی حکومت اپنے سرکاری خزانے سے اس کا قرض ادا کریگی۔

نادہندگی :

مقروض کی نیت کا پھل اسے مل کر رہتا ہے :

"عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیہ وسلم، قال: من اخذ اموال الناس یرید اداءها ادی الله عنه ومن اخذ یرید اتلافها اتلفه الله علیہ " (بخاری)

ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص لوگوں سے قرض لے اور ادائیگی کی نیت رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ اسے ادائیگی کرنے کی توفیق دیگا اور جو کوئی تلف کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ خود اسے تلف کر دیگا "

" عن ابی هریرة، ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم قال: مطل الغنیّ ظلمٌ فاذا اتبع احدکم علی ملیءٍ فلیتّبع " (متفق علیہ)

" ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: صاحبِ توفیق کا (ادائیگی میں) تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کوئی شخص کسی صاحبِ توفیق کے حوالہ کیا جائے تو اس غنی کو چاہیے کہ حوالہ قبول کرے۔

نادہندگی، بحیثیت تعزیری جرم :

" وعن الشرید، قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم: لیّ الواجد یحلّ

عرضہ یحلّ لہ وعقوبتہ ان یحبس لہ" (ابوداؤد - النسائی)

"شرید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ادائیگی کرسکنے والے کی نادہندگی اس کی بےعزتی اور سزا کو جائز کر دیتی ہے" ابن مبارک نے کہا، بےعزتی یہ ہے کہ اسے برا بھلا کہا جائے۔ اور سزا یہ کہ اسے قید کر دیا جائے"

حسن ادائیگی:

اگر مقروض سے میسر آسکے تو اصل رقم سے کچھ زیادہ دے دے۔ اور یہ چیز بطور شکریہ ہو گی۔ نہ کہ بطور سود (وجہ یہ ہے کہ قرضخواہ خود اس کا مطالبہ کرے) بلکہ ادائیگی کی یہ بہترین صورت ہے۔ اور اگر وہ اصل چیز سے کچھ بہتر ادا کر سکے تو یہ بھی ادائیگی کی احسن صورت ہے۔

۱۔ "عن جابر قال: کان لی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دین فقضانی وزادنی" (ابوداؤد)

"حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرض لینا تھا۔ سو آپؐ نے حساب چکا دیا اور مجھے کچھ زیادہ بھی دیا"

۲۔ "وعن ابی رافع قال: استسلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکراً فجاءتہ ابل من الصدقۃ، قال ابو رافع، فامرنی ان اقضی الرجل بکرہٗ فقلت لا اجد الّا جملا خیارا رباعیا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اعطہ ایاہ فان خیر الناس احسنھم قضاءً" (مسلم)

"حضرت ابو رافعؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جوان اونٹ قرض لیا۔ پھر آپؐ کے پاس زکوٰۃ کے اونٹ آئے۔ ابو رافعؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے مجھے اس آدمی کا اونٹ ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ اس مال میں تو اس سے بہتر اونٹ (چھ سات برس کے چار رنگوں والے) موجود ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، وہی دے دو۔ کیونکہ لوگوں میں بہترین آدمی وہ ہے جو ادائیگی میں اچھا ہے"

آپؐ نے ایک چیز کے عوض اس سے بہتر چیز واپس کی۔ اور امت کے لئے ایک عام اصول بھی ارشاد فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو ادائیگی میں بہتر ہے۔ اور اگر اچھی چیز ادا نہیں کر سکتا تو پھر ادائیگی کے وقت شکریہ تو ضرور ادا کرے کہ یہ بھی حسن ادائیگی کی ایک شکل ہے۔

"عن عبد اللہ بن ابی ربیعۃ قال استقرض منّی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین الفاً، فجاءہ مال، فدفعہ الیّ وقال بارک اللہ تعالیٰ فی اھلک ومالک انما جزاء

السلف الحمد والاداء" (رواہ النسائی)

"عبداللہ بن ابی ربیعہ سے روایت ہے کہ مجھ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چالیس ہزار درہم
قرض لئے۔ پھر جب مال آیا تو آپ نے وہ رقم مجھے لوٹادی اور فرمایا "اللہ تعالیٰ تیرے مال اور اہل میں
برکت عطا فرمائے" پھر فرمایا "قرض دینے کا بدلہ صرف اس کی حسن ادائیگی اور شکریہ ادا کرنا ہے"
(نوٹ) یہ قرضے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیا کرتے تھے، ریاستی ضروریات کو پورا کرنے
ہوتے تھے۔ ورنہ اپنی ذات کے لئے تو آپؐ کو ایسے قرضوں کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی۔ آپؐ نے آخر
تک "فقر" ہی کو پسند فرمایا۔

مقروض نے اگر وقت پر ادائیگی نہیں کی اور قرضخواہ آکر تقاضا کرتے وقت کچھ سخت سست بات کہ
مقروض اسے تحمل سے برداشت کرے۔

"وعن ابی هريرة قال تقاضىٰ رجلٌ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم فاغلظ له
فهمّ اصحابهٗ فقال "دعوه فان لصاحب الحق مقالا، واشتروا له بعيرًا فاعطو
اياه" قالوا "لا نجد الا افضل من سنّه قال اشتروه فاعطوه فان خيركم احسن
قضاءً" (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قر
کا تقاضا کیا اور سخت سست کہنے لگا۔ صحابہؓ نے اس کو ایذا دینے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے
فرمایا" اسے کچھ نہ کہو، حق والے کو بات کرنے کا حق ہے، اس کیلئے اونٹ خریدو اور اسے
دیدو"۔ صحابہؓ نے عرض کیا" ہمیں اس کے اونٹ جیسا تو نہیں مل رہا، لیکن اس سے بہتر ملتا
فرمایا" وہی خرید کر دیدو کیونکہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو ادائیگی میں اچھا ہو"

قرضخواہ سے سفارش:

قرض دینے والوں کو اللہ تعالیٰ یوں ہدایت فرماتے ہیں:

"وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ"

کہ "اگر مقروض تنگدست ہے تو اسے فراغت تک مہلت دو۔ اور اگر اسے معاف ہی
تمہارے لئے بہتر ہے"

اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وعن عمران بن حصين قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من كان له

رجل حق فمحن اخّره کان لهٗ بکلّ یوم صدقۃ“ (رواہ احمد)

عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ذمہ کسی کا قرض ہوا اور مقروض ادائیگی میں تاخیر کرے تو قرضخواہ کے لئے ہر دن کے عوض صدقہ ہے۔“

مقروض سے نرمی اختیار کرنا:

”وعن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من سرّہ ان ینجّیہ اللہ من کرب یوم القیامۃ فلینفّس عن معسر او یضع عنہ“ (مسلم)

ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ بات محبوب ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی سختیوں سے نجات دے تو اسے چاہیئے کہ تنگدست کو مہلت دے یا پھر اسے معاف کردے“

اسی مضمون کی ایک دوسری حدیث ملاحظہ فرمایئے:

”وعن ابی الیسیر، قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: من انظر معسراً او وضع عنہ اظلّہ اللہ فی ظلّہ“ (مسلم)

”ابی الیسرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے ”جو شخص تنگدست کو مہلت دے یا اسے معاف کردے، خدا تعالیٰ اسے اپنے سایہ میں جگہ دیگا“

دوسرے کے قرض کی ادائیگی:

دوسروں کی طرف سے قرض ادا کردینا باعث مغفرت اور بڑے ثواب کا کام ہے۔

”وعن ابی سعید الخدری قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجنازۃ لیصلّی علیہ فقال ھل علی صاحبکم دین؟ قالوا نعم، قال ”ھل ترک لہٗ من وفاء؟“ قالوا لا“ قال ”صلّوا علی صاحبکم“ قال علی بن ابی طالب ”علیّ دینہٗ یا رسول اللہ؟ فتقدّم فصلّی علیہ“

”وفی روایۃ معناہ: وقال فکّ اللہ رھانک من النار کما فککت رھان اخیک المسلم لیس من عبد مسلم یقضی عن اخیہ دینہٗ الّا فکّ اللہ رھانہٗ یوم القیامۃ“ (رواہ فی شرح السنۃ)

ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپؐ اس کی نماز پڑھائیں۔ فرمایا ”کیا تمہارے ساتھی پر کچھ قرض ہے؟“ بولے ”جی ہاں“ فرمایا کیا اس نے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟“ عرض کیا ”نہیں“ فرمایا ”تو پھر اپنے دوست پر خود ہی نماز پڑھ لو“ حضرت

علیؓ بن ابی طالب نے عرض کیا " یا رسول اللہ، اس کا قرضہ میرے ذمہ ہوا" تو آپؐ آگے بڑھے اور اس کی نماز پڑھائی"۔

"اور اسی مضمون کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "جس طرح تو نے اپنے مسلمان بھائی کی گردن آگ سے آزاد کی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تجھے نارِ جہنم سے آزاد کرے"۔ پھر فرمایا "جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا قرضہ ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے نفس کو آزاد فرما دیگا"۔ (شرح السنۃ)

رہن :

لین دین کرتے وقت یا قرض لیتے وقت بعض اوقات کوئی چیز رہن رکھنے کی ضرورت بھی پیش آجاتی ہے خصوصاً جب لین دین کرنے والوں میں سابقہ اعتماد قائم نہ ہو۔ لہٰذا اس کے احکام بھی ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ "عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا یغلق الرھن من صاحبہ الذی رھنہ لہ غنمہ وعلیہ غرمہ" (رواہ الشافعی مرسلا)

سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گرو رکھنا کسی گرو رکھی ہوئی چیز کو اس کے اصل مالک سے نہیں روک سکتا۔ اس کی زیادتی بھی اسی کے لئے ہے اور اس کا تاوان بھی اسی پر ہے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرہونہ چیز کے نفع و نقصان کا ذمہ دار اصل مالک راہن ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی مرہونہ جانور مر گیا تو یہ نقصان اصل مالک کا ہے، مرتہن کا نہیں۔ اسی طرح اگر جانور نے بچہ جنا تو وہ بھی اصل مالک کا ہوگا۔

۲۔ "عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" الظھر یرکب بنفقتہ اذا کان مرھونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اذا کان مرھونا۔ وعلی الذی یرکب ویشرب النفقۃ"۔ (بخاری)

"ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا" مرہونہ جانور کی پیٹھ سواری کیلئے اور شیردار مرہونہ جانور کا دودھ پینے کے لئے اس کے اخراجات کے عوض جائز ہے۔ اور جو شخص سواری کرتا یا دودھ پیتا ہے، اس کے ذمہ اس کا خرچہ ہے"۔

یعنی شیردار جانور کا دودھ اس کی خوراک کے عوض اور سواری والے جانور کی سواری اس کی خوراک کے عوض مرتہن کے لئے جائز ہے۔ مگر جانوروں کے علاوہ دوسری مرہونہ اشیاء سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔

اگر کچھ فائدہ حاصل ہو تو وہ رہن رکھنے والے کا ہوگا۔ مثلاً کسی نے مکان کو رہن رکھا ہے تو اگر مرتہن اس کا کرایہ وصول کرے تو وہ رقم راہن کی ہوگی جو کہ اصل مالک ہے نہ کہ مرتہن کی۔ اور اگر وہ خود اس میں رہتا ہے تو اسے مناسب کرایہ راہن کے حساب سے وضع کرنا ہوگا۔ اسی طرح مرمت مکان کا خرچہ بھی اصل مالک کے کھاتہ میں جائے گا۔

یہی صورت زمین کی ہے۔ مرتہن اگر خود کاشت کرے تو بحیثیت کاشتکار وہ اپنے حصہ کا مستحق ہے۔ زمین کا حصہ اس کے اصل مالک کے کھاتہ میں وضع ہوگا۔ اور اگر کسی کو کاشت کے لئے دے دے تو بھی زمین کا حصہ اصل مالک (راہن) ہی کا حق ہے جو کہ اس کے قرضہ سے وضع کیا جائیگا۔

اس کے علاوہ وہ چیزیں جن کے رکھنے پر کوئی خرچ نہیں آتا اور بآسانی سنبھالی جاسکتی ہیں۔ مثلاً زیور مشین وغیرہ۔ ان سے استفادہ کرنے کا مرتہن کو کوئی حق نہیں، وہ اس کے پاس بطورِ امانت ہیں۔

بقیہ "تصریحات":

. . . . تو یقین کیجئے، وہ اس جرمِ حق کے اقراری مجرم بھی ہیں اور وہ اس جرم کی سزا بھی چاہتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ جس چیز کا ان کے منشور میں، ان کے بیانوں اور تحریروں میں ذکر نہیں ہے اور جس کو انہوں نے اپنی طرف سے قوم کے سامنے پیش بھی نہیں کیا، اسے اپنی طرف سے گھڑ کر ان کے سر تھوپنا اور پھر ان کو موردِ الزام ٹھہرانا انصاف کی بات نہیں ہے۔

بہرحال "ملّا ازم" کی مکروہ اصطلاح استعمال کرکے یہ لوگ دراصل اپنے آپ کو بے نقاب کر رہے ہیں تاکہ لوگ ان کے دھوکے میں نہ آئیں ــــ اس صاف گوئی پر قوم کو ان کا شکرگزار ہونا چاہیئے۔